احمدی ڈاکٹرز اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لئے پیش کریں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳؍ مارچ ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

مَیں ۱۹۷۰ء میں مغربی افریقہ کے دَورہ پر گیا تو اُس وقت مجھ پر اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ظاہر ہوا تھا کہ کم از کم ایک لاکھ پاؤنڈ مغربی افریقہ کے مختلف ممالک میں بنی نوع انسان کی خدمت کے مختلف منصوبوں پر خرچ کروں یہ بھی دراصل خدمت اسلام ہی ہے کیونکہ اسلام کے حکم اور اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق ہی انسان انسان کی علیٰ وجہ البصیرت خدمت کر سکتا ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کے اِس منشاء کے مطابق جماعت نے اس مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال میں بڑی برکت ڈالی۔ چنانچہ کئی لاکھ پاؤنڈ یا مِل گئے یا بن گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس سکیم کو چلانے کیلئے مال بھی دیا اور کام کرنے کے لئے آدمی بھی دیئے اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اب بھی حسب ضرورت اَور دے گا۔ اللہ تعالیٰ اِس کمزور اور دُنیا کی دھتکاری ہوئی جماعت کی بے لوث خدمات کو اپنے فضل اور رحم سے قبول بھی فرمائے گا اور حسناتِ دارین بھی عطا فرمائے گا۔ یہ ۱۹۷۰ء کی گرمیوں کی بات ہے۔ ابھی تین سال پُورے نہیں ہوئے مگر جیسا کہ مَیں گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر بتا چکا ہوں اللہ تعالیٰ نے ہماری حقیر مساعی میں برکتیں ڈالیں اور رحمتوں کی بارشیں برسائیں۔ پھر اس کے بعد بھی وہ خدا جو غیر محدود خزانوں کا مالک ہے اپنی رحمتوں کے خزانہ سے ہم پر بے انتہا فضل اور برکتیں نازل

کر رہا ہے۔

تاہم جماعت احمدیہ کو یہ بات اچھی طرح سے یاد رکھنی چاہیئے کہ ہم وہاں پیسہ کمانے کیلئے نہیں بلکہ اہلِ افریقہ کی خدمت کرنے کیلئے گئے ہیں۔ گو اللہ تعالیٰ ہمیں پیسے بھی دیتا ہے لیکن وہ بھی انہی پر خرچ کرنے کیلئے ہوتے ہیں۔ شروع میں یہاں سے جو ڈاکٹر اور پروفیسر صاحبان وہاں گئے تھے ان میں سے بعض نے مجھے یہ لکھا کہ یہ لوگ کچھ عرصہ کے بعد ہمارے طبّی مراکز اور کالجوں کو قومی ملکیت میں لے لیں گے۔ اس لئے ان کے نزدیک ہمیں ہسپتالوں اور کالجوں کی عمارتوں پر رقم خرچ نہیں کرنی چاہیئے۔ میں نے اُن کو یہی جواب دیا کہ ہم وہاں اُن کی خدمت کیلئے گئے ہیں۔ جس وقت بھی وہ قومیں جس حد تک طبی مراکز اور کالج سنبھالنے کے قابل ہو جائیں گی ہمارے لئے خوشی کا باعث ہوگا اور ہم بشاشت کے ساتھ اُن کو پیش کر دیں گے کہ یہ لو اپنی چیز اور اس کو سنبھالو۔ لہٰذا خرچ کی راہ میں یہ امر میرے لئے روک نہیں بن سکتا۔

مَیں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ نائیجیریا میں نئے دستور کے مطابق موجودہ حکومت نے بارہ صوبے (جن کو وہ امریکہ کی طرح سٹیٹیں کہتے ہیں) بنادیئے ہیں۔ چھ شمالی صوبے ہیں جن میں بہت بھاری اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ شمالی صوبوں میں شاید ۹۸۔۹۹ فیصد مسلمان آباد ہیں۔ چھ صوبے جنوب میں ہیں جن میں بعض جگہوں پر غیر مسلم کچھ زیادہ ہیں اور بعض جگہوں پر وہاں بھی ۴۵۔۴۶ فیصد مسلمان آباد ہیں۔ گویا نائیجیریا حقیقتاً ایک مسلمان ملک ہے۔ اُن کی اپنی ایک تاریخ، اپنا ایک شاندار ماضی ہے قوموں پر ابتلاء آتے رہتے ہیں۔ نائیجیرین قوم بھی بعض لحاظ سے ایک ابتلاء میں سے گذر رہی ہے لیکن اس وقت جو سربراہ مملکت ہیں اور جن کا نام یعقوبو گوون ہے۔ وہ دل کے بڑے اچھے ہیں۔ مسلمانوں کا اسی طرح خیال رکھتے ہیں جس طرح عیسائی بھائیوں کا رکھتے ہیں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں میں کوئی تمیز روا نہیں رکھتے۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو بڑا پیار کرنے والا دل اور بڑا سمجھدار دماغ عطا فرمایا ہے۔

نائیجیریا کا یہ شمالی حصہ عیسائیت کی مخالفت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنے پُرانے خیالات کی وجہ سے احمدیت کی تبلیغ پر اپنے دروازے بند رکھتا تھا۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے کانو میں ایک کلینک (اب تو وہ بڑی اچھی عمارت والا ہسپتال بن گیا ہے) کُھلوایا۔ کانو نائیجیریا کا

ایک صوبہ (سٹیٹ) ہے اور شمال میں واقع ہے۔ حضرت عثمان فودیؒ جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام سے پہلی صدی میں نائیجیریا کے مجدّد تھے اسی شمالی علاقے کے رہنے والے تھے۔ ہر صدی میں بہت سے مجدّد ہوتے رہے ہیں یہ بھی اُن میں سے ایک تھے۔ اُن کے متعلق اللہ نے اُس وقت کے اپنے پیارے بندوں کو بشارت دی تھی ان کی پیدائش کے وقت یا اس سے بھی پہلے کہ وہاں ایک مجدّد پیدا ہونے والا ہے چنانچہ جب انہوں نے تجدیدِ دین کا کام شروع کیا تو اُن پر کفر کا فتویٰ بھی لگا۔ وہ واجب القتل بھی قرار دیئے گئے۔ ان کے خلاف عملاً میان سے تلوار بھی نکالی گئی لیکن چونکہ وہ خدا کے پیارے تھے اللہ تعالیٰ نے آسمان سے اپنی طاقتوں کے تار ہلائے اور اُن کو مخالفوں کے ہر شر سے محفوظ رکھا۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہوئے۔ نائیجیریا میں بھی اور اس کے ساتھ کے دوسرے ملکوں میں بھی اُن کا اثر و رسوخ بڑھ گیا۔ ان کی وفات کے وقت اُن کے ایک بھائی تھے جو بہت بڑے بزرگ عالم تھے اور بعض بڑی اچھی عربی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔ بڑی اچھی عربی لکھنے والے تھے۔ میں نے خود ان کی بعض کتابیں پڑھی ہیں کچھ تو نایاب تھیں حال ہی میں ان کی دوبارہ اشاعت ہوئی ہے۔ جن میں سے کچھ ہمیں بھی ملی ہیں بعض کی تلاش ہو رہی ہے۔ غرض وہ بڑے سمجھدار، دینی تفقّہ اور روحانی فراست رکھنے والے بزرگ تھے۔ حضرت عثمان فودیؒ کے ایک لڑکے تھے جن کا نام محمد بن عثمان تھا یہ بھی بڑے عالم اور متقی انسان تھے۔ حضرت عثمان فودیؒ نے اپنی وفات سے قبل وہ علاقہ جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اُن کے ہاتھ پر غلبۂ اسلام کے لئے فتح ہُوا تھا۔ اُس وقت کے جغرافیہ کے لحاظ سے اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا تھا (بعد میں بعض جغرافیائی تبدیلیاں بھی ہوتی رہی ہیں) ایک حصہ سیاسی لحاظ سے اپنے بھائی کو دیا اور ایک حصہ اپنے بیٹے محمد بن عثمان کو دیا تھا۔ یہ ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ بھی بنے اور امیر المومنین کے لقب سے معروف ہوئے۔ حضرت عثمان فودیؒ کا ایک اور بیٹا بھی تھا جو ان کی وفات کے وقت چھوٹا تھا۔ شاید اسی لئے ان کی مہمات دینیہ یعنی جہاد اور اشاعتِ اسلام اور احیائے سنّت کے لئے ان کی جو کوششیں تھیں اُن میں اس چھوٹے بیٹے کا نام نہیں لیکن جب بعد میں وہ بڑے ہوئے تو ایک تہائی حصہ ان کے تصرف میں آیا۔ چنانچہ اس چھوٹے بیٹے کے علاقہ کا ایک حصہ کانو کے صوبہ میں شامل ہے جس

میں اس کی نسل آباد ہے اس وقت بھی اُن کا مذہبی اثر ورسوخ بہت ہے۔ حضرت عثمان فودیؒ کے جو بیٹے خلیفہ بنے تھے۔ یعنی محمد بن عثمان اُن کا جو علاقہ اور صوبہ ہے اس کو سکوتو کہتے ہیں۔ ان کی نسل کے دینی رہنما سلطان آف سکوتو کہلاتے ہیں اور کانو والے امیر آف کانو کہلاتے ہیں۔

سکوتو کا صوبہ ہم سے دُور دُور رہتا تھا۔ اب دیکھیں خدا تعالیٰ کی شان وہ کتنا فضل کرنے والا ہے۔ میں مصلحتاً کسی کا نام نہیں لوں گا اور نہ اُن کے عہدے بتاؤں گا تاہم آپ سمجھ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے کس طرح ہماری کوتاہیوں کے باوجود احمدیت کی اشاعت کے وہاں سامان پیدا کئے۔ ایک تو اس طرح کہ سکوتو کے جو باشندے تجارت یا دوسرے کاموں کے سلسلہ میں نائیجیریا کے دوسرے حصوں میں یا غیر ممالک کو چلے گئے تھے اُن میں سے بہت سے خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہوگئے پھر اُن میں سے بہت سارے خاندان اپنے وطن واپس آگئے اور کچھ اس طرح کہ سکوتو کے بعض بچے ایسے سکولوں میں پڑھے جہاں احمدی کام کر رہے تھے یا سکول کے علاوہ ہمارے احمدی دوستوں سے انہوں نے تعلیم حاصل کی اور وہ بچپن میں احمدی ہو گئے۔ چنانچہ اب جب کہ یکدم تبلیغ کا دروازہ کھلا تو پتہ لگا کہ یہاں تو پہلے سے احمدی موجود ہیں۔ پہلے تو اس علاقہ میں کسی احمدی مبلغ کے لئے شاید تقریر کرنا بھی مشکل ہوتا ہوگا لیکن اب حالات بدل گئے اور یہ حالات اس طرح بدلے اور ہماری تبلیغ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس طرح دروازہ کھولا کہ جب میں ۱۹۷۰ء کے مغربی افریقہ کے دورہ میں نائیجیریا میں تھا تو ایک دن ریڈیو پر یہ خبر آئی کہ سکوتو کے گورنر فاروق کابینہ کے اجلاس میں شمولیت کے لئے (آٹھ نو سومیل دور اپنی سٹیٹ سے) آئے ہیں۔ ہوائی اڈہ پر صحافیوں کو انٹرویو دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ سکوتو کی ریاست تعلیم میں بہت پیچھے ہے اس لئے انہوں نے تعلیمی محاذ پر اپنی ریاست میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا ہے اور وہ امید رکھتے ہیں کہ لوگ ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔ ہمیں تو سفر میں بڑی مصروفیت رہتی تھی۔ اسلئے کبھی ریڈیو کی خبریں سنتے تھے اور کبھی نہیں سنتے تھے لیکن خدا نے یہ خبر سنانی تھی اس لئے اتفاقاً یہ خبر سُن لی۔ میں نے صبح سویرے ایک افریقن احمدی بھائی کو ان کے پاس بھیجا کہ میری طرف سے اُن سے کہو کہ اس طرح ریڈیو پر ہم نے یہ خبر سُنی ہے کہ آپ نے اپنے صوبہ میں تعلیمی محاذ پر ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا ہے۔

میں آپ کے صوبہ میں چار سکول کھولنے کی پیشکش کرتا ہوں دولڑکیوں اور دولڑکوں کے لئے۔ آپ ہم سے تعاون کریں تو انشاء اللہ جلدی کھل جائیں گے اور ہم دو باتوں میں تعاون چاہتے ہیں ایک یہ کہ آپ ہمیں سکولوں کے لئے زمین دیں کیونکہ ہم پاکستان سے زمین نہیں لا سکتے دوسرے یہ کہ ہمارے اساتذہ کے ٹھہرنے کا اجازت نامہ دیں اس کے بغیر وہ ٹھہر نہیں سکتے۔ چنانچہ وہ اس پیشکش کو سُن کر بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ میں پورا تعاون کروں گا۔ بعد میں انہوں نے ہمارے ساتھ واقعی تعاون بھی کیا۔ دوسکولوں کے لئے قریباً چالیس چالیس ایکڑ زمین دی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے دوسکول وہاں کھل چکے ہیں۔ جن میں ابتدائی کلاسیں شروع ہوچکی ہیں۔ آہستہ آہستہ ترقی ہوگی۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے یہ ۱۹۷۰ء کی بات ہے ابھی پونے تین سال ہی ہوئے ہیں کہ پچھلے سال وفاقی حکومت نے فیصلہ کیا کہ سارے سکول قومی ملکیت میں لے لئے جائیں اور ان کا معاوضہ ادا کیا جائے اور اگر باہر کے اساتذہ رہنا چاہیں تو ان کو رکھ لیا جائے نیز یہ کہ ہر ریاست اپنے اپنے حالات کے مطابق اس سکیم پر عمل کرے۔ چنانچہ سکوتو نے سب سے پہلے سکولوں کو قومی ملکیّت میں لینے کا فیصلہ کیا۔

جہاں تک ہمارے سکولوں کا تعلق ہے گو ان کیلئے زمین تو انہوں نے ہی دی تھی لیکن اس پر عمارتیں ہم نے بنائی تھیں قریباً چار چار لاکھ روپیہ اُن پر خرچ آیا تھا۔ ہم نے خرچ کیا کیا؟ خدا نے دیا تھا۔ وہیں خرچ کر دیا اللہ کے نام کی سربلندی کے لئے جب مجھے اطلاع ملی کہ حکومت نے ہمارے سکول قومی ملکیت میں لے لئے ہیں تو میں نے کہا بڑا اچھا کیا۔ انہوں نے ان کو قومی ملکیّت بنا لیا ہے۔ ہم تو ان کی خدمت کے لئے گئے تھے۔ وہ قومی ملکیّت میں لینا چاہتے ہیں تو بڑی خوشی سے لیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ دوسرے میں نے وہاں کی جماعت کو یہ بھی لکھ کر بھیجا کہ اگر وہ اساتذہ کو رکھنا چاہیں تو ہمارے اساتذہ وہاں کام کریں گے اور اپنا نیک نمونہ پیش کریں گے جس سے اپنے آپ تبلیغ ہوتی رہے گی۔ گویا ہمارا کام اسی طرح ہوتا رہے گا جس طرح وہ اپنے سکول میں رہ کر کرتے۔ تیسرے اگر وہ اخراجات کا معاوضہ دینا چاہیں تو وہ ہم نہیں لیں گے۔ ہم وہاں ان کی خدمت کیلئے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جس حد تک اور

جتنے عرصہ تک خدمت کی توفیق دی ہم نے خدمت کی۔اب ہم ان کو بنی بنائی چیز دیتے ہیں۔ چنانچہ جب ہمارا وفد ملنے گیا اور یہ پیشکش کی گئی کہ ہم خرچ نہیں لیں گے تو ان کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ویسے بھی انسان کے ساتھ اگر کوئی پیار کا برتاؤ کرے تو وہ خوش ہوتا ہے۔ تاہم ان کیلئے خوشی کی اصل وجہ اور تھی اور وہ مجھے دو ایک ہفتے بعد میں معلوم ہوئی۔ دوست جانتے ہیں کہ عیسائی پادری وغیرہ بھی وہاں گئے ہوئے ہیں اور انہوں نے بھی وہاں سکول کھول رکھے ہیں۔ جب حکومت نے سکولوں کو قومی ملکیّت میں لینے کا اعلان کیا تو وہ بڑے تلملائے کیونکہ وہ خدمت کے جذبہ سے تو وہاں جاتے نہیں بلکہ عیسائیت کے پھیلانے اور پیسے کمانے کے لئے وہاں جاتے ہیں۔

غرض عیسائیوں نے جب یہ سنا کہ حکومت سکولوں کا معاوضہ دے گی تو انہوں نے بڑے مبالغہ آمیز دعاوی تیار کئے لیکن جب ہماری طرف سے ایک وفد کے ذریعہ خرچ نہ لینے کی پیشکش کی گئی تو وہاں کے اخبارات، ریڈیو، ٹیلیویژن پر شور مچ گیا۔ عیسائی سکولوں والے بہت ہی تلملائے۔ اُن کے منتظمین ہمارے اساتذہ اور مبلّغوں کے پاس آئے کہ آپ نے یہ کیا ظلم کر دیا ہے۔ حکومت چنگے بھلے پیسے دے رہی تھی آپ نے لینے سے انکار کیوں کر دیا ہے؟ اس سے ہمارے لئے مشکل پڑ گئی ہے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمیں وہاں بے لوث خدمت کرنے کی توفیق ملی کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے سکولوں کو کھلے ہوئے تو ابھی ڈیڑھ سال ہوا ہے لیکن ڈیڑھ سال تک بھی بنی نوع انسان کی اس رنگ میں بے لوث خدمت کر کے اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر لینا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کا پیار تو ایک لمحہ کے لئے مل جائے تو وہ بھی بڑی چیز ہے۔ ہماری دعا ہے کہ ہر وقت ہی اس کا پیار ملتا رہے۔ اس دنیا میں بھی اور اُخروی زندگی میں بھی۔ اللہ تعالیٰ کے ایک لمحہ کے پیار کے سامنے ساری دنیا کے خزانے ہیچ ہیں۔ ہمیں ڈیڑھ سال تک اللہ کے پیار اور محبت کو پانے کی توفیق ملی۔ اس عرصہ میں اُن کی خدمت، سکول کی عمارت، سکول کا انتظام، سکول کے فرنیچر، سکول کے لئے یہاں سے اساتذہ بھجوانا وغیرہ کوئی معمولی خدمت نہیں ہے۔ پھر اس کے علاوہ یہ خدمت بھی ملی کہ جو لوگ وہاں پیسے کمانے گئے

تھے ان کو پیسے نہیں کمانے دیئے اور اب اُن کو بڑی دقت کا سامنا ہے۔حکومت ان کو معاوضہ دے گی تو ضرور لیکن اتنا نہیں دے گی جتنا وہ سوچ رہے تھے وہ سمجھتے تھے کہ سارے مل کر حکومت سے زیادہ سے زیادہ روپیہ کمانے کی کوشش کریں لیکن چونکہ ایک حصّہ (یعنی احمدیوں) نے کہا کہ ہم حکومت سے ایک دھیلہ نہیں لیتے۔اس لئے اب ان کی خواہشات پوری نہ ہو سکیں گی۔

اس کے علاوہ اس سٹیٹ کے باشندے گو باہر نکل کر احمدی ہو جاتے تھے لیکن وہاں ریاست کے اندر ہمارے مبلغ کا جانا بھی مشکل تھا۔اب وہاں ہماری تبلیغ کا دروازہ کُھل گیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر سب سے بڑا فضل ہؤا ہے۔اب وہاں نئی جماعتیں قائم ہونی شروع ہو گئی ہیں ابھی پرسوں اترسوں مجھے خبر ملی کہ اس ریاست میں جماعت احمدیہ کی پہلی مسجد بھی بن گئی ہے۔**الحمد لِلّٰہ علی ذالک**۔پھر جیسا کہ میں نے پہلے اشارہ کیا تھا وہاں کے چند لوگوں نے جو وہاں کی دینی اور دنیوی اثر ورسوخ رکھنے والی ہستیاں ہیں انہوں نے کہا کہ ہم تو بڑی دیر سے احمدی ہیں۔جماعت سے ان کا عملی تعلق اس وجہ سے نہیں تھا کہ اس علاقے کے حالات ہی کچھ ایسے تھے۔چنانچہ ایسے ہی ایک بہت بڑے آدمی سے ہمارے ایک احمدی ٹیچر نے کہا اگر آپ اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں تو پھر حضرت صاحب کو لکھ دوں تو وہ کہنے لگے میرے متعلق ضرور لکھ دو، میرے لئے دعا کے لئے بھی عرض کرو اور یہ بھی لکھو کہ مَیں تو حکیم فضل الرحمان صاحب کے زمانہ میں بچّہ تھا اُن کے پاس بیٹھا کرتا تھا اس وقت سے احمدی ہوں۔اب دینی اور دنیوی ہر دو لحاظ سے اس کا بڑا بلند مقام ہے۔اس نے ہمیں یہ بھی بتایا کہ وہاں اور بھی بہت سے چھپے ہوئے احمدی ہیں گویا وہاں احمدی تو تھے لیکن ہمیں ان کا علم نہیں تھا وہاں کے مقامی حالات کی وجہ سے جماعت سے ان کا کوئی عملی تعلق نہیں تھا۔غرض اللہ تعالیٰ اپنے پیار اور رحمت سے ہماری حقیر سی کوششوں کے بڑے اچھے نتائج نکال رہا ہے اور ہمارے لئے جسمانی اور روحانی خوشیوں اور مسرتوں کے سامان پیدا کر رہا ہے۔

جیسا کہ مَیں نے پچھلے جلسہ سالانہ پر بھی بتایا تھا اب وہاں کے ایک ملک کے سفیر نے یہ کہا کہ ہمارا اندازہ ہے کہ اس سال کے بعد ہمارے ملک میں (ویسے ملک چھوٹا سا ہے) اکثریت احمدیوں کی ہو چکی ہوگی۔اس لئے میں نے اپنے بیٹے سے کہا ہے ابھی جا کر بیعت کر

لو جب اکثریت احمدی ہو جائے گی تو اس وقت بیعت کرو گے تو کیا مزہ آئے گا۔ مجھے پتہ لگا ہے کہ کچھ سمجھدار لوگ اس دفعہ حج پر گئے ہوئے تھے انہوں نے افریقہ سے آنے والے حاجیوں سے ملاپ کیا۔ مختلف ملکوں کے حاجی تھے خصوصاً افریقہ سے آنے والے حاجیوں سے بھی ملے اوران سے سوال کئے اورحالات دریافت کرتے رہے چنانچہ یہاں آکران میں سے بعض نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ نائیجیریا کے افریقن حاجیوں سے بھی ملے ہیں اور اُن سے یہ پتہ لگا ہے کہ نائیجیریا میں ہرجگہ احمدیوں کا اثر ورسوخ بڑھ رہا ہے یہ اللہ تعالیٰ کا پیار ہی ہے جس کا نتیجہ نکل رہا ہے۔

نائیجیریا کی ایک ریاست کی حج کمیٹی کے صدر ایک احمدی دوست ہیں جس وقت حج پر جانے کا وقت آیا تو سعودی سفارت نے ویزا دینے میں لیت ولعل کیا وہ بڑے مخلص احمدی اور صاحب اثر ورسوخ تھے اور چونکہ ایک پوری ریاست کی حج کمیٹی کے صدر بھی تھے اسلئے وہاں شور پڑ گیا۔ چنانچہ اس پر نائیجیریا کی حکومت نے مداخلت کی اور سینکڑوں نائیجیرین احمدی حج کی برکات سے مستفید ہوئے پس وہاں کی حکومت نے جرأت سے کام لیا۔ دوست دعا کریں بعض دوسری حکومتیں جو اس معاملہ میں کمزوری دکھا جاتی ہیں اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو مضبوط کرے اوران میں جرأت پیدا کرے۔

پس کام تو ہم نے گو تھوڑا سا کیا ہے لیکن نتائج کے اعتبار سے اُن لوگوں سے کئی گنا بہتر ہے۔ جو اربوں روپے کے مالک ہیں اور اربوں روپے عیسائی پادریوں کو دے کر افریقہ میں بھجوا رہے ہیں ان کے مقابلہ میں بظاہر آپ کی قربانی کی کوئی حقیقت ہی نہیں ہے آپ نے چند لاکھ روپیہ خرچ کیا ہے اور یہ کوئی دولت تو نہیں ہے جو آپ نے خدا کی راہ میں لُٹا دی لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ دیکھ کر کہ ابھی مَیں نے ان کو تھوڑا دیا ہے اور یہ اس تھوڑے میں سے کچھ حصّہ میرے لئے نکالتے اور اسے میری راہ میں خرچ کر رہے ہیں اس لئے مَیں ان کو جزا دوں گا اوران کے مالوں میں برکت ڈالوں گا۔ مال کی زیادتی کی شکل میں بھی اور مال کے بہترین نتائج نکلنے کی شکل میں بھی اور اصل برکت یہی ہے۔ آپ ایک پیسہ خرچ کرتے ہیں مگر ہزار روپے خرچ کر کے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ آپ کے ایک پیسے سے نکل آتا ہے۔ ۹۹۹ روپے ۹۹ پیسے

کہاں سے آتے ہیں؟ وہ آسمان سے برکت کی شکل میں آتے ہیں۔ پھر اسی طرح ڈاکٹر آئے اور بہت ڈاکٹر آئے مجھے ڈاکٹروں کے آنے کی بہت زیادہ خوشی دو وجہ سے ہوئی ایک تو یہ کہ میری طبیعت پر یہ اثر تھا کہ صوبہ سرحد کے ہمارے احمدی دوست جانی قربانیوں کے پیش کرنے میں پیچھے ہیں لیکن اس تحریک میں صوبہ سرحد نے حصّہ رسدی کے طور پر بشاشت کے ساتھ شمولیت کی۔ اُن کی چھپی ہوئی ایمانی کیفیت کا اظہار میرے لئے خوشی کا باعث تھا دوسرے یہ کہ اس تحریک میں نوجوان احمدی نسل نے بہت اچھا نمونہ دکھایا اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا۔ چنانچہ وہ نسل جو عام طور پر مغربیت زدہ کہلاتی ہے لیکن جہاں تک نوجوان احمدی نسل کا تعلق ہے یہ دوسروں سے بدرجہا بہتر ہے مثلاً میں نے جب ڈاکٹروں کو زندگیاں وقف کرنے کی تحریک کی تو ہمارے چند نوجوان ڈاکٹر جو ڈاکٹری کے آخری سال میں پڑھ رہے تھے انہوں نے اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر اس خدمت کے لئے پیش کیا ان میں سے ایک نوجوان ڈاکٹر وہ بھی تھا جو لاہور کے علاقہ میں یونیورسٹی بھر میں اوّل آیا تھا۔ لیکن جس وقت اُن کا نتیجہ نکلا بھارت کے ساتھ ہماری جنگ شروع ہوگئی اور ہمارے ملک کو ڈاکٹروں کی ضرورت پڑ گئی تو ہمارے ان ڈاکٹروں کو بھی انٹرویو کے لئے بلا لیا گیا وہ میرے پاس آئے کہ ہم نے وقف کیا ہؤا ہے لیکن حکومت کی طرف سے یہ چٹھی آگئی ہے۔ میں نے اُن کو سمجھایا کہ بات یہ ہے کہ جہاں تک اپنے ملک کا سوال ہے اس کی خدمت کو بہر حال مقدم رکھا جائے گا۔ اگر ہمارے ملک کو آپ کی خدمت کی ضرورت ہے تو جب تک ملک کو آپ کی ضرورت رہے آپ اپنے ملک کی خدمت کرتے رہیں۔ مگر انٹرویو بورڈ سے صاف صاف کہہ دیں اس میں گھبرانے کی یا جھجکنے کی یا ڈرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کہیں کہ ہمارا قصّہ یہ ہَے کہ ہم احمدی ہیں ہم نے اپنی زندگیوں کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کیا ہُوا ہے۔ ہماری نیت یہ ہے اور ہمارے لئے پروگرام بھی یہی ہے کہ ہم افریقہ کے جنگلوں میں جا کر اسلام کی خدمت کریں اور اسلام کے غلبہ کی مہم کو کامیاب کرنے کے لئے بساط بھر کوشش کریں مگر جس وقت آپ نے ہمیں انٹرویو کیلئے بلایا تو ہم اپنے امام کے پاس گئے اور انہوں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ اگر ملک کو ضرورت ہو اور جب تک ضرورت ہو اس وقت تک کام کرتے رہو اور ہمیں انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ

بورڈ سے یہ بھی کہہ دینا کہ ہم بغیر تنخواہ کے بھی ملک کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہیں چنانچہ ایک ڈاکٹر نے مجھے بتایا کہ جب میں نے انٹرویو بورڈ کے صدر (جو ایک جرنیل صاحب تھے) کے سامنے یہ بات کی تو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ ایسی باتیں استثنائی صورت ہی میں سُننے میں آتی ہیں اور عجیب بات ہے کہ جب بھی استثنائی طور پر کوئی ایسی بات ہوتی ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے منہ سے نکل رہی ہوتی ہے ابھی ہنگامی حالات ہیں اس لئے حکومت نے ہمارے واقف ڈاکٹروں کو فارغ نہیں کیا بلکہ جس ڈاکٹر کے متعلق میں نے بتایا ہے وہ اپنی کلاس میں اوّل آیا تھا اس کو اس کے بریگیڈیر ڈاکٹر نے کہا کہ خدا نے تمہیں اتنی اعلیٰ عقل وفراست عطا کی ہے تم ایک ہائر کورس (Higher Course) کرو لیکن اس کے لئے تمہیں پانچ سال کا معاہدہ کرنا پڑے گا۔ اُس نے مجھ سے پوچھا میں نے کہا چپ کر کے اپنا کام کئے جاؤ لیکن بریگیڈیر صاحب کے ذہن پر ہمارے اس بچے کی ذہانت کا کچھ ایسا تاثر تھا کہ وہ ہمارے ایک احمدی کرنل سے کہنے لگے کہ اس کو جب میں یہ کہتا ہوں کہ کورس کرلو تو یہ کہتا ہے مَیں نے وقف کیا ہوا ہے تم میری طرف سے حضرت صاحب سے کہو کہ یہ بچہ بڑا ذہین ہے اس کو کورس کر لینے دیں پانچ سال کا معاہدہ ہے اس کے بعد نوکری چھوڑ کر خدمت کرسکتا ہے۔ چنانچہ پھر میں نے بھی اجازت دی کہ اچھا ہے ایک اور ٹریننگ بھی ہو جائے گی اب وہ اپنا کام بھی کر رہا ہے۔ ساتھ ہی کورس بھی کر رہا ہے۔

پس چونکہ ہمارے ملک کو ڈاکٹروں کی ضرورت پڑی ہمارے چند واقف ڈاکٹر بھی ملک کی خدمت کر رہے ہیں (غیر واقف ڈاکٹر تو بہت ہیں جو ملک کی خدمت کر رہے ہیں) ان کو ہم فی الحال باہر نہیں بھجوا سکتے دوسرے بعض ڈاکٹروں کو افریقہ میں گئے ہوئے قریباً دو سال کا عرصہ ہو گیا ہے تین سال کے بعد ہم نے ان کو واپس بُلانا ہے تیسرے بعض ڈاکٹر یہاں سے چھٹی لے کر گئے ہوئے ہیں۔ مَیں نے ہی ان کو مشورہ دیا تھا کہ فراغت لینے کی بجائے محکمہ سے چھٹی لو اور وہاں جا کر خدمت کے کام کرو۔ ان کو واپس بلانا ہے تا کہ وہ کچھ عرصہ یہاں آ کر کام کریں اور پھر دوبارہ چلے جائیں۔ ویسے بھی واقفین چاہے ڈاکٹر ہی کیوں نہ ہوں اُن کو کچھ عرصہ کے بعد واپس آنا چاہیئے۔

غرض ان وجوہ کی بنا پر یعنی ایک تو یہ کہ ہمارے کچھ ڈاکٹر پاکستان میں قوم کی خدمت کررہے ہیں دوسرے بعض ڈاکٹروں کو ہم نے واپس بلانا ہے یا بعض ایسے ڈاکٹر ہیں جو وہاں کماحقہ کام نہیں کرسکے کیونکہ ہر آدمی ہر کام کے لئے نہیں بنا ہوتا اور یہ بات تجربہ سے معلوم ہوتی ہے چنانچہ ایسے ڈاکٹروں کی کوششوں کو بے نتیجہ تو نہیں کہا جاسکتا لیکن ان کی کوشش کامیاب ڈاکٹروں کے نتائج کے سویں حصّے تک بھی نہیں پہنچی اور وہ بمشکل اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں اور یہ بھی دراصل ان کی ناکامی ہی ہے۔ایسے ڈاکٹروں کو بہرحال واپس بلانا ہے اوران کی جگہ یہاں سے دوسرے ڈاکٹروں کو بھجوانا ہے۔

پس اس وقت دنیا کے دِل اللہ تعالیٰ کی محبت اور اسلام اور بانیٔ اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو قائم کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے ذریعہ جو مہم جاری ہے اس کے ایک حصہّ یعنی مغربی افریقہ میں جو کام ہورہا ہے۔اس کے لئے آٹھ دس ڈاکٹروں کی ضرورت ہے۔جن کے نام ہمیں دو تین مہینوں کے اندر اندر مل جانے چاہئیں۔اس واسطے پاکستانی احمدی ڈاکٹروں اور ان پاکستانی یا غیر پاکستانی احمدی ڈاکٹروں کو جو انگلستان میں یا امریکہ میں یا دوسرے ملکوں میں ہیں ان کو میں اللہ کے نام پر آواز دیتا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کیلئے پیش کریں پھر ہم ان میں سے حالات اور ضرورت کے پیش نظر جتنوں کی ضرورت ہوگی جب چاہیں گے بلا لیں گے۔سردست اُن کو اپنے نام پیش کردینے چاہئیں پاکستان میں بھی اور بیرون پاکستان میں بھی۔میرے خیال میں بیرون پاکستان بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے سو سے اوپر احمدی ڈاکٹر ہوں گے جو اپنا کام کررہے ہوں گے یا کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اگلے دو چار ماہ میں اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرنے والے ہوں گے۔غرض اگلے تین ماہ کے اندر اندر آٹھ دس ڈاکٹر بہتر ہو کہ فزیشن سرجن ہوں یعنی نسخے لکھنے کے علاوہ آپریشن کرنا بھی جانتے ہوں ورنہ خالی فزیشن ہوں یا خالی سرجن ہوں وہ اپنے نام پیش کردیں پھر ان کو حسب حالات اور ضرورت باہر بھجوانے کا انتظام کیا جائے گا۔

بہت ساری ایسی خوشیاں ہیں جو مجھے اپنے دل میں رکھنی پڑتی ہیں اور پھر مناسب موقع پر جماعت کو بتادی جاتی ہیں چنانچہ ایسی ہی کئی خوشیاں ہیں جن میں سے بعض کو ممکن ہے میں

شوریٰ پر بتاؤں گا یا اس سال جلسہ سالانہ کے موقع پر بیان کروں گا۔اس وقت جماعت کا ایک حصہ اکٹھا ہوتا ہے۔جلسہ سالانہ کا ذکر ہوا ہے تو میں ضمناً یہ بتا دیتا ہوں کہ کسی دوست نے ایک تجویز بھیجی ہے (میں خود حیران ہوں کہ ہمیں پہلے کیوں خیال نہیں آیا۔اللہ تعالیٰ اُن کو جزائے خیر عطا فرمائے) انہوں نے مجھے لکھا ہے کہ جماعت کا ایک بہت تھوڑا حصّہ جلسہ سالانہ پر آتا ہے اور بہت بھاری اکثریت ایسی ہے جو اپنے اپنے حالات اور مجبوریوں کی وجہ سے جلسہ سالانہ پر نہیں آسکتی لیکن جلسہ سالانہ کے دنوں میں الفضل بند کر دیا جاتا ہے اور ان کو کچھ پتہ نہیں چلتا۔ دوست بے چین رہتے ہیں۔ پھر کہیں مہینے کے بعد جب ان کو جلسہ سالانہ کی خبریں پہنچتی ہیں تو جہاں خوشی کے خط آتے ہیں وہاں دوستوں کے گلے شکوے بھی ہوتے ہیں کہ کیوں اتنے لمبے عرصہ کے بعد یہ باتیں معلوم ہوئیں جماعتوں تک ان کے جلد پہنچانے کا انتظام ہونا چاہیئے تھا اس سلسلے میں ایک اور بڑا اچھا انتظام زیرِ غور ہے۔اس پر کچھ خرچ آئے گا تاہم اس کے ذریعہ بڑی جلدی خبریں پہنچانے کا انتظام ہو جائے گا۔ یہ سکیم تو ابھی ابتدائی شکل میں ہے۔ انشاء اللہ اس کی تکمیل پر بہت اچھا انتظام ہو جائے گا۔لیکن سردست جلسہ سالانہ کے دنوں میں روزانہ کی رپورٹ مثلاً ہر روز آٹھ بجے شام تک کی رپورٹ اگلے دن صبح چھپ جانی چاہیئے۔ خواہ وہ الفضل کے حجم کا ایک ورق یعنی بڑی مختصر رپورٹ ہی کیوں نہ ہو اور پھر اسی دن بذریعہ ہوائی ڈاک ساری دنیا میں بھجوانے کا انتظام ہونا چاہیئے بلکہ تحریک جدید کو چاہیئے کہ وہ اس کے ساتھ اس کا انگریزی میں ترجمہ یا الگ اپنی طرف سے آزادانہ طور پر انگریزی میں روزانہ کی رپورٹ تیار کر کے بذریعہ ہوائی ڈاک بھجوانے کا انتظام کرے۔اس طرح بعض جگہ تو ۳۔۴ دن میں اور بعض جگہ ۱۵۔۲۰ دن کے اندر خبریں پہنچ جائیں گی۔بعض جگہیں تو ایسی بھی ہیں کہ جہاں ڈاک کا انتظام خراب ہونے کی وجہ سے دو دو تین تین ہفتے کے بعد ڈاک پہنچتی ہے۔دوست تو یہ سمجھتے ہوں گے کہ ہوائی ڈاک زیادہ سے زیادہ پانچ دس دِن میں پہنچ جاتی ہوگی۔مگر بعض جگہ ایسا نہیں ہوتا۔ مجھے یاد ہے جب میں مغربی افریقہ کے دورہ پر گیا تھا تو جو خطوط مجھے یہاں سے پہلے ہفتے میں لکھے گئے تھے ان میں سے بعض خطوط دو اڑھائی مہینے کے بعد مجھے اس وقت ملے جب میں دورہ ختم کر کے لندن سے ہوتا ہوا یہاں واپس پہنچ چکا تھا گویا اڑھائی تین مہینے

اور بعض خطوط چار مہینے تک ساری دُنیا کا چکر کاٹ کر یہیں واپس آ گئے۔

پس اگرچہ دنیا کے بعض حصوں میں ڈاک کا انتظام ٹھیک نہیں ہے لیکن جب تک کوئی دوسرا انتظام نہیں ہو جاتا اس وقت تک جلسہ سالانہ کے دنوں میں الفضل کو بند نہیں ہونا چاہیئے۔ ان دنوں اس پر زیادہ عملہ لگانا چاہیئے تحریک بھی علیحدہ طور پر انگریزی میں بلیٹن تیار کرے اس کیلئے اخبار ہی کی پیروی کرنا ضروری نہیں ہے یعنی الفضل تو اخبار کی شکل میں شائع ہوگا لیکن تحریک اپنی رپورٹ بلیٹن کی شکل میں شائع کرے۔ غرضیکہ جلسہ سالانہ کی کارروائی کی اطلاع بیرونی دُنیا میں ساتھ کے ساتھ ہونی چاہیئے بعض جگہوں پر تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو دوست جلسہ سالانہ پر آتے ہیں جب وہ دس پندرہ دن کے بعد واپس جاتے ہیں تو وہاں کے مقامی دوست اُن سے کئی دن تک کرید کرید کر جلسہ سالانہ کی روداد سنتے رہتے ہیں۔ مَیں نے بتایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضل جماعت پر نازل ہوتے رہتے ہیں۔ جلسہ سالانہ میں ان فضلوں کو مختصر تفصیل سے بیان کیا جاتا ہے۔ جس کا دنیا بھر کی جماعتوں کو جلد تر پتہ لگنا چاہیئے تاہم یہ ایک ضمنی بات تھی جس کا بعد میں تفصیل سے ذکر ہوگا۔

میں نے اس وقت آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل کی کچھ باتیں بتائی ہیں تاکہ آپ اللہ تعالیٰ کے شکرگزار بندے بننے کی کوشش کریں اور اپنے رب کی بہت حمد کریں میں نے اس وقت احمدی ڈاکٹروں کو وقف کی تحریک کی ہے آٹھ دس ڈاکٹروں کی فوری ضرورت ہے۔ تین مہینے کے اندر اندر ڈاکٹروں کے نام آجانے چاہئیں ہمارا اصل سہارا تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کے فضلوں کے حصول کا ذریعہ دعا ہے دعا کے بغیر ہمیں کام کرنے والے نہیں مل سکتے۔ دعا کے بغیر ان کے کاموں میں برکت نہیں پڑسکتی دعا کے بغیر جماعت کو بحیثیت مجموعی ان کی حقیر کوششوں کا بے انتہا اور بڑا پیارا بدلہ نہیں مل سکتا۔ اس لئے دوست بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے فضلوں کا ہر لحاظ سے وارث اور ہر جہت سے اہل بنائے اور ہر شعبۂ عمل میں آگے سے آگے بڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللّٰھم اٰمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۳۱؍ مارچ ۱۹۷۳ء صفحہ ۲ تا ۷)

❀❀❀